## تعارف وتبصرہ

### جمع وتدوینِ قرآن — ڈاکٹر حافظ محمد عبد القیوم

ناشر: الفیصل ناشران وتاجران کتب، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور، ۲۰۱۶ئ۔ صفحات: ۸۴۳، قیمت: ۵۰۰/ روپے

علوم القرآن کا ایک مہتم بالشان موضوع 'جمع وتدوین قرآن' ہے۔ اس پر علوم القرآن کی قدیم یا جدید ہر کتاب میں کچھ نہ کچھ مواد ضرور ملتا ہے۔ مستشرقین نے بھی خوب لکھا ہے اور عیسائی 'مبشرین' نے بھی۔ انھوں نے مختلف پہلوؤں سے تدوین قرآن کی تاریخ، قراءات اور دیگر متعلقہ مباحث پر شکوک وشبہات پیدا کیے ہیں۔ علماء اسلام نے اپنی تحقیقات میں ان کا بھر پور رد کیا ہے اور 'حفاظتِ قرآن' کو مدلل طور پر ثابت کیا ہے، البتہ ان کے نقطۂ ہائے نظر میں کچھ فرق پایا جاتا ہے: بعض حضرات کہتے ہیں کہ قرآن مجید کی تدوین عہد نبویؐ ہی میں مکمل ہو چکی تھی، جب کہ دیگر کا خیال ہے کہ عہد نبویؐ میں تمام قرآنی آیات تحریری شکل میں موجود تھیں، البتہ کتابی صورت میں ان کی تدوین حضرت ابو بکر صدیقؓ کے عہد میں ہوئی، بعد میں حضرت عثمان غنیؓ کے عہد میں اس نسخۂ مدونہ کو تمام علاقوں میں بھیجا اور عام کیا گیا۔ زیرِ نظر کتاب میں اس موضوع پر مبسوط مطالعہ کیا گیا ہے، اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے اور اختلافات کا محاکمہ کر کے مسئلے کی تنقیح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

یہ کتاب تقدیم کے علاوہ دس ابواب پر مشتمل ہے۔ تقدیم کی حیثیت 'لٹریچر سروے' کی ہے کہ اس میں فاضل مصنف نے متعلقہ موضوع پر موجود تمام کتابوں، کتابچوں اور مقالات کا تعارف کرایا ہے۔ باب اول میں وحی کی کیفیتِ نزول، اس کی اقسام اور حفاظتِ قرآن کے مختلف طریقوں کا بیان ہے۔ باب دوم میں کتابت قرآن پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔ اس باب میں فاضل مصنف نے بیان کیا ہے کہ عربوں میں اسلام سے قبل لکھنے پڑھنے کا رواج تھا۔ جن اشیاء پر تحریریں لکھی جاتی تھیں ان میں جلد (جانوروں کی کھال) نباتات، ہڈی اور پتھر سے بنی ہوئی مختلف اشیاء رائج تھیں۔ مصر سے درآمد 'ورق بردی' (Papyrus) بھی دست یاب تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ کے عہد میں قرآن مجید کی

کتابت کے لیے ان تمام چیزوں کو استعمال کیا جاتا تھا۔ اگلے تین ابواب (سوم تا پنجم) میں عہد صدیقی میں تدوینِ قرآن کے محرکات وعوامل اور منہج کا جائزہ لیا گیا ہے۔ فاضل مصنف نے بتایا کہ اس کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی اور آیات وسور کی قبولیت کے لیے حفظ کے ساتھ ان کے تحریری شکل میں موجود ہونے کو بھی لازم قرار دیا گیا۔ اس طرح تمام صحابہ کے اتفاق سے ایک 'نسخۂ ام' (Master copy) تیار کی گئی، جس کی طرف کسی اختلاف کی صورت میں رجوع کیا جا سکے۔ باب ششم میں قراءت (حفظ قرآن) اور کتابت کے باہم ربط وتعلق سے بحث کی گئی ہے۔ باب ہفتم 'عہد عثمانی میں صحف صدیقی کی ترویج' پر ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ عہد صدیقی میں ایک متفقہ نسخہ تیار ہو جانے کے باوجود اکابر صحابہ کے ذاتی نسخوں پر پابندی نہیں عائد کی گئی تھی اور قراءتوں کا اختلاف باقی تھا۔ عہد عثمانی میں سب کو ایک مصحف پر جمع کر دیا گیا۔ باب ہشتم میں نسخ قرآن اور قراءات کے مسائل سے بحث کی گئی ہے اور ان میں پائے جانے والے اختلافات کی تنقیح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ باب نہم میں مستشرقین اور باب دہم میں مسلم محققین کے اشکالات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

جمع وتدوین قرآن کے موضوع پر زیر نظر کتاب ایک عمدہ کاوش اور قابلِ قدر پیش کش ہے۔ فاضل مصنف نے تمام دست یاب مواد اپنے سامنے رکھا ہے اور روایات اور آراء کے درمیان اختلاف کی صورت میں عمدہ تنقیح کی ہے۔ کتاب میں عربی عبارتیں کثرت سے ہیں، ان کا ترجمہ بھی دے دیا جاتا تو بہتر تھا۔ کہیں کہیں مباحث کی تکرار بھی پائی جاتی ہے۔ (محمد رضی الاسلام ندوی)

## فقہی مقالات — مولانا ولی اللہ مجید قاسمی

ناشر: مکتبہ اشرفیہ۔ ۳۶، محمد علی روڈ، ممبئی۔۳۔ سنہ اشاعت: ۲۰۱۷ء صفحات: ۵۸۰، قیمت۔/۳۰۰ روپے

انسانوں کی ہدایت ورہ نمائی کا ذریعہ قرآن مجید اور سنت نبویؐ ہے۔ ہر شخص

کے لیے ممکن نہیں کہ وہ ہر مسئلے میں قرآن مجید اور سنت نبویؐ سے رہ نمائی حاصل کر سکے۔ اس لیے فقہاء نے کتاب وسنت کی تمام تعلیمات کو اس طرح جمع کر دیا ہے کہ ان سے استفادہ آسان ہو گیا ہے۔ اس طرح انھوں نے دور حاضر کے نئے پیدا شدہ مسائل کو اپنی حکمت و فراست سے کتاب وسنت کی روح اور منشا کے مطابق حل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہر زمانے میں ایسے فقہاء اور علماء پیدا ہوتے رہے ہیں، جنھوں نے اس فریضے کو بہ خوبی انجام دیا ہے اور امت کی رہ نمائی کی ہے۔

مولانا ولی اللہ مجید قاسمی عظیم درس گاہ دار العلوم دیو بند کے فاضل ہیں، انھوں نے فقہ میں تخصص کیا ہے۔ کئی کتابوں کے مؤلف ہیں۔ فقہی موضوعات پر ان کے مضامین مختلف رسائل و جرائد میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ تقریباً اٹھارہ سال سے ہندوستان کی معروف درس گاہ جامعۃ الفلاح بلریا گنج اعظم گڑھ میں حدیث اور فقہ کی تدریس کی خدمات انجام دے رہے ہیں اور جامعۃ الفلاح کی افتاء کمیٹی کے رکن ہیں۔

مشہور فقیہ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی (جنرل سکریٹری اسلامک فقہ اکیڈمی) مصنف کی فقہی بصیرت کے متعلق کتاب کے پیش لفظ میں لکھتے ہیں: ''ماشاء اللہ انھیں لکھنے پڑھنے کا اچھا ذوق ہے۔ اسلامک فقہ اکیڈمی کے سمیناروں میں ان کے مقالات قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں اور میرا یہ تجربہ ہے کہ وہ کسی مسئلے پر غور کرنے میں شارع کے نصوص، فقہاء کی تصریحات اور اپنے عہد کے مقتضیات، تینوں پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہیں۔ شاید یہ ذوق و مزاج کی ہم آہنگی کی بات ہوگی کہ اس حقیر کی اور ان کی رائے کے درمیان خاصی ہم آہنگی پائی جاتی ہے''۔ (ص:۱۹)

زیر نظر کتاب مولانا محترم کے اکیس (۲۱) وقیع مقالات کا مجموعہ ہے۔ اس میں عبادات، سماجی مسائل، معاشیات اور طب وعلاج کے متعلق موضوعات زیر بحث آئے ہیں۔ کچھ اہم مقالات کے عناوین یہ ہیں: غلے اور پھول کی زکوٰۃ، مشروط نکاح، کفاءت کی شرعی حیثیت، مشترکہ اور جداگانہ خاندانی نظام، فیملی پلاننگ، حالت نشہ کی طلاق، تعاونی بیمہ، جوا اور جوا آمیز معاملات، غیر مسلموں کے ساتھ سماجی تعلقات، اسلام

کا نظریۂ طب و علاج، الکوہل کا استعمال، قتل بہ جذبۂ رحم، جہیز یا وراثت وغیرہ۔

اس کتاب کا ایک مقالہ 'مصارفِ زکوٰۃ' پر مشتمل ہے۔ مصارفِ زکوٰۃ کی ایک مد 'عاملین' پر گفتگو کے دوران مدارس کے سفراء اور محصلین کے ذریعے چندہ کے موجودہ نظام کے بارے میں مولانا لکھتے ہیں: ''وصولی زکوٰۃ اور چندہ کے موجودہ نظام کی کسی بھی حیثیت سے تائید نہیں کی جا سکتی کہ اس نے تو اس اجتماعی نظام کا تصور ہی مٹا کر رکھ دیا ہے۔ اس کی وجہ سے علماء اور اہل مدارس کی جو بے وقعتی اور آپسی نزاع کی جو کیفیت ہے، وہ محتاج بیان نہیں ہے''۔ (ص ۳۸)

مصارفِ زکوٰۃ کی ایک مد 'فی سبیل اللہ' ہے۔ اس کا مفہوم بڑا وسیع ہے اور یہ ہر طرح کی نیکی کے کاموں کو شامل کرتا ہے۔ اس کا ایک مفہوم اللہ کی راہ میں جہاد و قتال کرنا ہے۔ بعض حضرات نے جہاد کے مفہوم میں وسعت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے اور کہا ہے کہ جہاد سے مراد صرف قتال نہیں، بلکہ اللہ کے کلمہ کی سربلندی کے لیے جو بھی کوششیں کی جائیں وہ سب اس میں شامل ہیں۔ مصنف نے 'فی سبیل اللہ' میں جہاد کے اس مفہوم کی تردید کی ہے۔ (ص ۷۱)

کتاب کے ایک اہم مقالے میں جوا اور جوا آمیز معاملات پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔ اس میں مصنف نے جوا کی حرمت اور اس کے معاشی و اخلاقی نقصانات بیان کیے ہیں اور اس کی مختلف شکلوں پر الگ الگ تفصیلی بحث کی ہے، جیسے انعامی مقابلے، تیر اندازی، نشانہ بازی، گھڑ دوڑ، معمہ، چوسر، شطرنج، کرکٹ، لوڈو، تاش، کبوتر بازی، پتنگ بازی، انشورنس اور لاٹری وغیرہ۔

فاضل مصنف نے جس موضوع پر قلم اٹھایا ہے، اس کا حق ادا کر دیا ہے۔ ہر مسئلے میں وہ سب سے پہلے قرآن مجید اور احادیث نبویؐ سے دلیل دیتے ہیں، اس موضوع پر ائمہ اور فقہائے سلف و خلف نے جو کچھ لکھا ہے، اس کو بیان کرتے ہیں، فقہائے احناف کے علاوہ دیگر مسالک کے فقہاء کی رائے بھی نقل کرتے ہیں۔ اگر ان کی اپنی کوئی رائے ہے تو دلیل کے ساتھ اس کو بھی بیان کر دیتے ہیں۔ مسائل کی توضیح

وتشریح اس طرح کرتے ہیں کہ ہر مسئلہ بالکل واضح اور نکھر کر آجاتا ہے اور سمجھنے میں کوئی پریشانی اور الجھن محسوس نہیں ہوتی۔

یہ مجموعۂ مقالات اہل علم کے علاوہ مدارس کے اساتذہ وطلبہ، اصحاب ذوق اور قانون داں حضرات کے لیے بھی مفید ہے۔ اس عمدہ کاوش پر وہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ (عبدالحی اثری)

## الشعر العربی فی الھند الطاف احمد مالانی

ناشر: مرکز الملک عبداللہ بن عبدالعزیز الدولی لخدمۃ اللغۃ العربیۃ، ریاض،
۲۰۱۶ئ۔ صفحات: ۲۷۳، قیمت-/۳۰۰ روپے

ہندوستان میں عربی زبان وادب سے ربط وتعلق اور شغف کی قدیم تاریخ ہے۔ یہاں مختلف علوم وفنون اور خاص طور پر اسلامیات میں تصنیف وتالیف کے لیے عربی زبان کو واسطہ بنایا گیا ہے اور بڑی وقیع کتابیں لکھی گئی ہیں، جن کی قدر وقیمت کا اعتراف عالم عرب کے علماء ودانش وروں نے بھی کیا ہے۔ ہندوستانی علماء کا عربی ادب سے شغف اس حد تک بڑھا کہ انھوں نے عربی زبان میں شاعری بھی کی۔ یوں تو ہندوستان میں عربی شاعری پر کئی حضرات نے تحقیقی کام کیا ہے، جن میں ڈاکٹر حامد علی خان کا تحقیقی مقالہ بہ عنوان 'ہندوستان کی عربی شاعری' قابلِ ذکر ہے، جس پر موصوف کو علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری تفویض کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر وی محی الدین فاروقی نے 'کیرلہ میں عربی شاعری: آغاز وارتقائ' کے عنوان سے کالی کٹ یونی ورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہے۔ زیر نظر کتاب میں تیرھویں چودھویں صدی ہجری میں ہندوستان میں عربی شاعری کو مطالعہ وجائزہ کا موضوع بنایا گیا۔ اس کا پورا نام یہ ہے: '**الشعر العربی فی الھند فی القرنین الثالث عشر والرابع عشر الھجریین: أغراضہ وخصائصہ**'۔ اس کا امتیاز یہ ہے اول الذکر تحقیقی مقالات میں صرف شعراء کے تذکرے جمع کیے گئے ہیں اور ان کی شاعری کے کچھ نمونے پیش کیے گئے ہیں، جب کہ زیر نظر کتاب میں ان کا فنی حیثیت سے جائزہ لیا گیا ہے۔

جناب الطاف احمد مالانی نے جنوبی ہند کی مشہور دینی درس گاہ، دارالسلام عمرآباد سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدراس یونی ورسٹی سے، ادیب فاضل کا کورس کیا ہے، ادارۂ تحقیق و تصنیف اسلامی میں رہ کر تصنیفی تربیت حاصل کی ہے، پھر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے لیسانس (گریجویشن) اور ماجیستر (پوسٹ گریجویشن) کیا ہے، آخر میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری بھی حاصل کی ہے۔ زیرنظر کتاب اصلاً ان کا ماجیستر کا تحقیقی مقالہ ہے۔

یہ کتاب مقدمہ، تمہید اور خاتمہ کے علاوہ تین فصول پر مشتمل ہے۔ تمہید میں ہندوستان کے جغرافیہ، تیرھویں اور چودھویں صدی ہجری میں یہاں کے سیاسی حالات اور عربی زبان کے ارتقاء پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ فصل اول میں دونوں صدیوں میں یہاں کے شعراء اور ان کی شاعری پر اثرانداز ہونے والے اہم عوامل کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ فصل دوم میں ہندوستان میں عربی شاعری کے موضوعات: اسلامی عقائد، زہد، مسلمانوں کی پستی پر اظہار افسوس اور اصلاح احوال کی دعوت، جہاد فی سبیل اللہ، نعت، حکم رانوں کی مدح، علمائ، اساتذہ اور عظیم شخصیات کی مدح، مرثیہ، غزل اور سیاسی، ثقافتی اور سماجی احوال کا بیان وغیرہ سے بحث کی گئی ہے۔ فصل سوم میں، جو کتاب کا اہم ترین حصہ ہے، عربی شاعری کے ظاہری و باطنی فنی خصائص زیر بحث آئے ہیں۔

اس کتاب میں علامہ فیض الحسن سہارن پوری (م ۱۳۰۴ھ/ ۱۸۸۷ئ) علامہ فضل حق خیرآبادی (۱۲۷۸ھ/۱۸۶۱ئ) شیخ سید احمد قنوجی (م ۱۲۷۷ھ/۱۸۶۰ئ) مولانا حمید الدین فراہی (م ۱۳۴۹ھ/ ۱۹۳۰ئ) اور شیخ ابومحفوظ کریم معصومی (م ۱۴۳۰ھ/۲۰۰۹ئ) کی عربی شاعری کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔ شعراء کی سوانح بیان کرتے ہوئے بہت سے مقامات پر صرف عیسوی سنین درج کیے گئے ہیں، جب کہ کتاب تیرھویں، چودھویں صدی ہجری کا احاطہ کرتی ہے۔ مناسب تھا کہ ساتھ ہی ہجری سنین کا بھی ذکر کیا جاتا۔ شیخ ابومحفوظ کریم معصومی کی سوانح میں انھیں 'باحیات' لکھا گیا ہے (ص ۷۴)۔ یہ بات مقالہ کی تحریر کے وقت کی ہوسکتی ہے۔ ان کی وفات آٹھ سال قبل ہوچکی ہے۔ مقالہ کی اشاعت کے وقت اس کی تصحیح ہوجانی چاہیے تھی۔

امید ہے کہ اس کتاب کو علمی و ادبی حلقوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

(م۔ر)